ن۔ م۔ راشد

کونسی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم؟

لب بیاباں، بوسے بے جاں
کونسی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم؟
جسم کی یہ کارگاہیں
جن کا ہیزم آپ بن جاتے ہیں ہم!

نیم شب اور شعر خواب آلودہ، ہمسایے
کہ جیسے دزدِ شب گرداں کوئی!
شام سے تھے حسرتوں کے بندۂ بے دام ہم
پی رہے تھے جام پر ہر جام ہم
یہ سمجھ کر جرعۂ پنہاں کوئی
شاید آخر ابتدائے راز کا ایما بنے!

مطلب آساں، حرف بے معنی
تبسم کے حسابی زاویے
متن کے سب حاشیے
جن سے عیشِ خام کے نقشِ ریا بنتے رہے
اور آخر جسم میں بُعدِ سرِ مو بھی نہ تھا
جب دلوں کے درمیاں حائل تھے سنگیں فاصلے
قربِ چشم و گوش سے ہم کونسی الجھن کو
سلجھاتے رہے؟

کونسی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم؟
شام کو جب اپنی غم گاہوں سے دزدانہ

نکل آتے ہیں ہم؟
زندگی کو تنگنائے تازہ تر کی جستجو
یا زوالِ عمر کا دیوِ سبك پا روبرو
یا انا کے دست و پا کو وسعتوں کی آرزو
کونسی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم؟